بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیتاب ہے دل تیرے کرم کی نگاہ کا

آنکھیں بچھائے بیٹھا ہے یہ فرش راہ کا
بیتاب ہے دل تیرے کرم کی نگاہ کا

ہم تیری اِک نظر کے ہیں امیدوار میں — ہم منتظر ہیں مولا تیرے اِنتظار میں
لوگوں کا اِک ہجوم کھڑا ہے قطار میں — آئیں گے کب حضور ہمارے دیار میں
سر خَم ہے تیرے واسطے ہر شاہراہ کا

انوارِ پنجتن میں ڈھلی تیری ذات ہے — باتیں ہیں جو امام کی وہ تیری بات ہے
اِک ذات میں سمائے ہوئے سب دُعات ہے — سب انبیاء کی تجھ میں جھلکتی صِفات ہے
بے شک ہے نورِ عکس تو ذاتِ الہ کا

حاجت روائی کے لئے حاجت روا ہے تُو — کہتی ہیں مشکلیں بھی کہ مشکل کشا ہے تُو
ہر دردِ لا دوا کی اے مولا دَوا ہے تو — ہاں تو خدا نہیں ہے مگر ناخدا ہے تو
تیرے لئے ہی لفظ بنا خیرخواہ کا

تیری دُعا سے سہل ہے ہر کام کاج بھی ہے نسخہء شفا یہ غموں کا علاج بھی
تو نے ہی کل بچایا، سنبھالا ہے آج بھی رکھے گا تُو ضرور وہاں سب کی لاج بھی
پردہ رکھا ہے جیسے یہاں ہر گناہ کا

شاہوں کا بادشاہ ہے تُو گردانتے ہیں سب اللہَ کا وَلی ہے یہ پہچانتے ہیں سب
حق پر تُو ہی جہاں میں ہے یہ جانتے ہیں سب سر دَر پہ تیرے جھکتا ہے خود مانتے ہیں سب
دنیا کے پیشواؤں کا اور سربراہ کا

تیرے قدم نے دَشت کو گلزار کر دیا قطرے کو نظر نے دُرِ شہوار کر دیا
چہرے نے اِس جہاں کو پُر انوار کر دیا بخشش نے بھی فقیر کو سردار کر دیا
مرکوز جو ہُوا ہے تیری بارگاہ کا

کہتا تھا اپنے آپ کو دانا وہ مِٹ گیا سمجھا نہ اِن کو داعی، دیوانہ وہ مِٹ گیا
دیکھا کیا یہ سارا زمانہ وہ مِٹ گیا یہ سیف دیں کو جس نے نہ مانا وہ مِٹ گیا
سالار ہے یہ فوجِ حسینی سپاہ کا

اَملاکِ عرش آنسوں بہانے کو آتے ہیں ماتم کی صف میں خود کو سَمانے کو آتے ہیں
خود روکے دوسروں کو رُلانے کو آتے ہیں اشکِ غمِ حسین بہانے کو آتے ہیں
نعرہ بلند ہوتا ہے جب تیرا آہ کا

آلِ نبی کے علم کے کھولے ہیں تُونے باب　　　اِک باب نے سوال کے سو سو دِیۓ جواب
لبریز علم کے کِیۓ پیمانے بے حساب　　　ساحَت میں جامعہ کے پڑھائی ہمیں کتاب

احسان ہے تیرا ، یہ تیری درس گاہ کا

دولہا دولھن کو شادی مبارک خدا کرے　　　خوش بخت ہوں ، تمام ہر اک مُدعا کرے
خدمت یہ دونوں مولا کی صبح و مسا کرے　　　مولا بس اِن پہ نظر و نوَازِش سدا کرے

کر لیجئے دعا ہے یہ موسم بِیاہ کا

فتحِ مبین ہو تیری ، تُو سرفراز ہو　　　جب تک کہ اِس زمانے میں صوم و نماز ہو
عمرِ دَوام کو میرے مولا پہ ناز ہو　　　صحت میں ، شادمانی میں عمرِ دَراز ہو

ہو تا اَبد ، حساب نہ ہو سال و ماہ کا

طُوبیٰ کی شاخ کا ہو تَراشا ہُوا قلم　　　کوثر کی موج بن کے سیاہی کرے رَقم
کاتِب ہو آسماں کے فرشتے تو ہیں یہ کم　　　اور دفترِ ملک سے جو کاغذ ملے بَہم

پھر بھی ادا نہ ہوئے گا حق مدحِ شاہ کا

مصرعوں کے آسمان پہ تاروں کے حاشئیے　　　سونے کے ہو رَدیف تو چاندی کے قافیۓ
قرطاسِ مخملی پہ بحر ریشمی سِیئے　　　چمکے یوں شعر جیسے جلے نور کے دِیۓ

دن آگیا ہے تیری جو سالِ گراہ کا

دیکھیں مدینہ آنکھوں سے سُن لیجئے مجیب
اور قبرِ فاطمہ و حسن چومیں ہم غریب
مولا کے ساتھ ہو سفرِ کربلا نصیب
زیارت نجف کی لکھ دو مقدر میں عنقریب
اور ہو سفر نصیب ہمیں قاہرہ کا

میں سیفِ دین شاہ کے دَر کا فقیر ہوں
میری نظر سے دیکھیئے کتنا اَمیر ہوں
میں اُس جہاں سے عشق میں اِن کے اَسیر ہوں
اِن کے قدم کی خاک ہوں، بندہ حقیر ہوں
میں ہوں غلام سیفِ دیں عالم پناہ کا

میں ذاکرِ حسین علیہ السلام ہوں
مصروف میں حسین کے غم میں مُدام ہوں
مدّاح سیفِ دیں کا ، حسامی غلام ہوں
مَشغول اِن کی مدح میں میں صبح وشام ہوں
شاعر نہ مجھ کو جانئے بس خواہ مخواہ کا